



اور۔۔۔۔۔ فضا میں اداس ہو گئیں!!!

م۔ر۔عابد

استعارہ تھی، خودی کی تشبیہ اور خودداری کی مراد۔
وہ بھاری بھر کم شخصیت۔۔۔۔۔ جس کا ثقل آگہی

جہان دانشوری میں قابلِ قدر رہا، دیدہ دری کا میزان رہا۔
وہ ہمہ جہت ہمہ گیر مخلوق۔۔۔۔۔ جس میں
سماجی حیوان ناطق (حیوان کا تب) کی پیکر تراشی پورے
آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر نظر آئی۔

وہ مثالی سماجی ذات۔۔۔۔۔ جس کے
عمرانیات کسی بھی اختلافی کشیدگی کی پرواہ نہ کر حُسنِ اجتماعیت
کی زلفیں سنوارا کئے، جس کے اقدام ہمدردی اور مددگاری
کے معنی ابھارا کئے۔

وہ صاف گوئی کا بے باک مرتع۔۔۔۔۔ جس کا
اچوک، بے ٹوک اور بے لاگ تبصرہ کسی قریب و دور، عزیز و
بے تعلق، یگانہ و بیگانہ میں امتیاز و تفریق نہ کرتا اور وہیں جس
کی نکتہ رس، کشادہ نظر دادِ تحسین ہر ثقافتی، سماجی حد بندی اور
ڈکورم (Decorum) کو پار کر لیا کرتی۔

بیدار مغزی کا وہ پیر مغاں۔۔۔۔۔ جس کے ذہن کو
متاثر کر دینے کی کسی بھی قسم کے حادثہ میں سکت نہ تھی۔
احترام و سرفرازی کا وہ بلند قامت جبالا۔۔۔۔۔ جس کا سر
جھکنا نہ جانتا تھا، جس کے قدم ڈگنا نہ جانتے تھے اور جس کا قلم
بکنا نہ جانتا تھا۔

شبِ شنبہ ۹ محرم (شبِ عاشور باعتبارِ افق
کر بلا) ۱۳۲۶ھ

لرزتا آفتاب غروب ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ سسکتا چاند
مسافتِ شبِ درمیان سے ہی قطع کر کے ڈوب چکا
تھا۔۔۔۔۔ اور مغرب کی سمت سے دبے پاؤں آ کر تاریکیاں
مشرق پر چھا چکی تھیں۔۔۔۔۔ صرف جھلملاتے
تارے۔۔۔۔۔ آنسو کے مانند۔۔۔۔۔ شہید نور بنے
شاید تاریخ سازی میں مصروف تھے۔۔۔۔۔ اچانک
کانوں میں ایک آواز لکرائی۔۔۔۔۔ بجلی کی
طرح۔۔۔۔۔ کیا؟ کیا!! چودھری صاحب اُٹھ گئے!!

اور۔۔۔۔۔
پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی۔
احساسِ سکتہ میں آیا۔ ذہن سُن ہو گیا اور فضا میں
اداس ہو گئیں! عصری ذرائعِ ابلاغ کا ہونق چہرہ فق
تھا۔۔۔۔۔ تاریخِ عصر نے مرثیہ لکھا۔ عصر کی قسم، عصر
عاشورہ یاد آ گیا۔

ایک عجیب ہستی سے زمانہ خالی ہو چکا تھا۔ جی، وہ ہستی۔
وہ حقیقت ترجمانِ حسینی ہستی۔۔۔۔۔ جس نے باطل
کی بیعت نہ کی۔
وہ فردِ فرید منفرد ہستی۔۔۔۔۔ جو یکتائی کا

قلم آج ان کی بے بول